Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities
(Bi-Annual) Trilingual: Urdu, Arabic and English
ISSN: 2707-1200 (Print) 2707-1219 (Electronic)
Home Page: http://www.arjish.com
Approved by HEC in "Y" Category
Indexed with: IRI (AIOU), Australian Islamic Library, ARI, ISI, SIS, Euro pub.
Published by the Al-Khadim Foundation which is a registered organization under the Societies Registration ACT.XXI of 1860 of Pakistan
Website: www.arjish.com
Copyright Al Khadim Foundation All Rights Reserved © 2020
This work is licensed under a
Creative Commons Attribution 4.0 International License

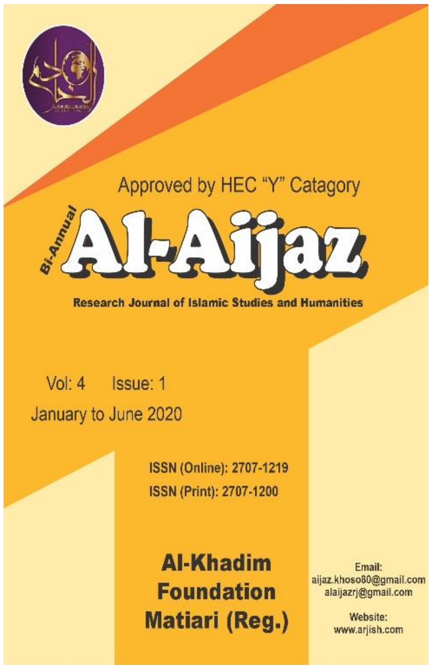

TOPIC:

Narrations of the Wives of The Rasool (PBUH) and research review of some Jurisprudential issues related to Zakat

AUTHORS:

1. Hina Naz, Ph.D Research scholar, Department of social science university of Faisalabad.
Email: naz8075@gmail.com, ORCID ID: https://orcid.org/000-0002-6651-4165
2. Syed Izfar Haider Naqvi, Assistant Professor, Department of social science university of Faisalabad.
Email: dr.izfarHaiderhaider@gmail.com, ORCID ID: https://orcid.org/0000-0003-1189-7186

How to cite:
Naz, H., & Haider, . S. I. (2020). U-18 Narrations of the Wives of The Rasool (PBUH) and research review of some Jurisprudential issues related to Zakat. Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities , 4(1), 263-275.
https://doi.org/10.53575/u18.v4.01.263-275
URL: http://www.arjish.com/index.php/arjish/article/view/126

QR Code

Vol: 4, No. 1 | January to June 2020 | Page: 263-275
Published online: 2020-06-30

ازواج مطہرات کی مرویات اور زکوۃ سے متعلق جدید فقہی مسائل کا تحقیقی جائزہ

Narrations of the Wives of The Rasool (PBUH) and research review of some Jurisprudential issues related to Zakat

Hina Naz*
Syed Izfar Haider Naqvi**

Abstract

Islam is complete code of life. Zakah as one of the five pillars of Islam. It is a religious duty for all Muslims who meet the necessary criteria of wealth. Zakah is playing a crucial role in the maintainance of financial and social norms. Each and every social aspect of todays' society is incomplete without financial assistance. The liqvification of resources is eminent in the present time and zakah is the only authentic and credible source of this task. In the present study zakah is discussed in the light of contemporary issues such as rented property, modgage property and money, loan money, jewls in the dresses and in body organs and many others, which were generated absent in past. The authenticity of zakah issues are resolved in the light of references from umhat-ul-Mominine. This study will help to eradicate the ambiguities faced by general public. So in this way, this article is very useful for solving of fiqi problem in Zakah.

Keywords: Liqvification, eminent, modgage, ambiguities.

اللہ تعالی نے انسانوں کی رہنمائی کے لیے انبیاء ورسل کو مبعوث فرمایا تاکہ لوگوں کے لیے دین اور اس کی تعلیمات کو سمجھنا آسان ہو۔ ایک طرف زندگی گزارنے کے اصول سمجھائے تو دوسری طرف انسانی معاشرے کی تشکیل میں نظام معیشت کو متعارف کروایا اور اس نظام کو اعلی بنیادوں پر استوار کرنے کے لیے بہترین ضابطے مقرر کیے تاکہ ان ضابطوں پر عمل کرنے سے معاشی عدل قائم رہ سکے اسلام کے معاشی نظام میں زکوۃ کو اہم مقام حاصل ہے اور نبی آخر الزمان حضرت محمد ﷺ نے سزا و جزا کے ذریعے زکوۃ کی اہمیت کو واضح کیا اور آپ ﷺ نے زکوۃ کے زمرے میں صدقہ، خیرات اور صلہ رحمی کو داخل فرما کر لوگوں کو ایک واضح راستہ کی طرف نشاندہی فرمائی بلکہ ماہ رمضان میں زکوۃ سے اور بعد ازاں صدقہ، فطرانہ، خیرات سے بھی غریب، مسکین اور ضرورت مندوں کا خیال رکھ کر خدا کی رضا کو سمیٹا جا سکتا ہے۔ یہ نبی اکرم ﷺ کی تعلیم و تربیت کا اثر تھا کہ وصال رسول ﷺ کے بعد دور صدیق رضی اللہ عنہ میں جب عرب کے کچھ قبائل نے زکوۃ کی ادائیگی سے انکار کیا تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے خلاف جہاد کیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے عزم صمیم سے اسلام کو ایک بڑے فتنے سے بچا۔

لیا اور امت مسلمہ کے لیے ایک ڈھال ثابت ہوئے۔ زکوۃ اسلام کا تیسرا رکن ہے۔ علامہ ابن اثیر لکھتے ہیں کہ لغت میں زکوۃ کا معنی پاکیزگی،

* Ph.D Research scholar, Department of social science university of Faisalabad.
Email: naz8075@gmail.com, ORCID ID: (000-0002-6651-4165)
** Assistant Professor, Department of social science university of Faisalabad.
Email: dr.izfarHaiderhaider@gmail.com, ORCID ID: (0000-0003-1189-7186)

بڑھنا، برکت اور مدح ہے اور ان میں سے ہر معنی قرآن اور حدیث میں استعمال ہوا ہے۔[1] علامہ عینی کے نزدیک زکوۃ گزرنے سال کے بعد نصاب معین سے ایک حصہ غیر ہاشمی فقیر کو نیت زکوۃ سے دینا۔[2]

ارشار باری تعالی ہے:

{خذ من اموالهم صدقة تطهرهم و تزكيهم بها }[3]

''ان کے مال میں سے زکوۃ قبول کرلو اس سے تم ان کو (ظاہر میں بھی) پاک اور (باطن میں بھی) پاکیزہ کرتے ہو۔''

{وسيجنبها الاتقى الذى يؤتى ماله يتزكى}[4]

''اور جو پرہیزگار ہے وہ (اس سے) بچالیا جائے گا جو مال دیتا ہے تاکہ پاک ہو۔''

متذکرہ بالا آیات مبارکہ میں زکوۃ کی ادائیگی کا حکم دیا گیا ہے کیونکہ اس سے مال پاک ہوتا ہے اور اضافے کا باعث بنتا ہے۔ زکوۃ کا لفظ قرآن پاک میں بتیس مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ نبی آخر لزمان حضرت محمد ﷺ نماز اور زکوۃ کی دعوت دیتے تھے کیونکہ ماقبل شریعتوں میں بھی زکوۃ کا حکم نماز کے ساتھ برابر رہا ہے۔ جیسا کہ سورہ مریم میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

{و كان يامر اهله بالصلوة والزكوة}[5]

''اور اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوۃ کا حکم کرتے تھے اور اپنے پروردگار کے ہاں پسندیدہ (و برگزیدہ) تھے۔''

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سابقہ شریعتوں میں بھی زکوۃ کی ادائیگی کا حکم موجود تھا۔ البتہ ان کے تفصیلی احکام میں اور تعینات میں فرق رہا۔ زکوۃ دو ہجری میں فرض ہوئی۔ فرضیت زکوۃ کے بعد آنحضرت ﷺ نے زکوۃ کے مال کی تقسیم کی تو بعض منافقین نے آنحضرت ﷺ پر الزام لگایا کہ آپ ﷺ نے مال کی منصفانہ تقسیم نہیں کی اور جنگ حنین کے موقع پر ذوالخویصرہ حرقوص نامی ایک شخص نے مال غنیمت کی تقسیم پر اعتراض کیا کہ تو عدل نہیں کرتا انصاف سے کام کر۔[6] ان اعتراض کا جواب دیتے ہوئے اللہ تعالی فرماتا ہے:

{ انما الصدقت للفقراء و المسكين والعملين عليها و المؤلفة قلوبهم و فى الرقاب و الغرمين و فى سبيل الله وابن السبيل فريضة من الله و الله عليم حكيم}[۷]

''صدقات (یعنی زکوۃ وخیرات) تو مفلسوں اور محتاجوں اور کارکنان صدقات کا حق ہے اور ان لوگوں کا جن کی تالیف قلوب منظور ہے اور غلاموں کے آزاد کرانے میں اور قرض داروں (کے قرض ادا کرنے میں) اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں (کی مدد) میں (بھی یہ مال خرچ کرنا چاہیے) یہ (حقوق) اللہ کی طرف سے مقرر کردیئے گئے ہیں اور اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔''

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالی نے مصارفین زکوۃ کا ذکر فرما کر ایک حد بندی مقرر کردی اور منافقین کے الزامات کی بھی تردید کردی کہ پیغمبر تقسیم زکوۃ اللہ کی رضا کے مطابق کرتا ہے۔ ام اسلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! اگر میں اپنے سابقہ شوہر کی اولاد پر تنگ دستی کی صورت میں خرچ کروں تو درست ہے یا نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں

ان پر خرچ کر تو جو کچھ بھی ان پر خرچ کرے گی تو اس کا ثواب تجھ کو ملے گا۔(8)

حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ظاہر ہوتا ہے کہ محتاج اولاد پر صدقہ و خیرات حتی کہ مال زکوۃ دینے کا جواز ثابت ہوتا ہے اگر اولاد تنگ دست ہوں ان کی کفالت کرنے والا کوئی نہ ہو تو ماں اپنی اولاد کی کفالت کر سکتی ہے لیکن اس کے لیے شرعی جواز ہونا ضروری ہے۔ مصارفین زکوۃ کی تقسیم حکمت پر مبنی تھی کیونکہ نظام زکوۃ کی بدولت اللہ تعالی نے ان لوگوں کی ضرورتوں کو پورا کیا جو دوسروں کے محتاج ہوتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف روانہ کرتے ہوئے فرمایا:

((ان اللہ قدفرض علیھم صدقۃ توخذ من اغنیا لھم فترد علی فقراھم فان ھم اطاعوالک بذلک فایاک و کرائم اموالھم))(۹)

اس حدیث مبارکہ میں نبی اکرم ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یہ تاکید بھی فرمائی کہ زکوۃ کی وصولی میں پورے انصاف سے کام لیا جائے۔ امیروں سے زکوۃ لے کر غریبوں میں تقسیم کی جائے اور ظلم و زیادتی سے پرہیز کیا جائے۔ آپ ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں ہی مختلف اشیاء کی شرح زکوۃ مقرر فرمائی۔ سب سے پہلے پیداوار کی ان اقسام پر زکوۃ کا تعین کیا جو کچھ عرصہ تک محفوظ رہ سکتی ہیں تاکہ ان سے حسب منشا نجی اور کاروباری فائدہ اٹھایا جا سکے۔ ان میں معدنیات، زرعی پیداوار، جانور، سونا، چاندی، کرنسی نوٹ اور مال تجارت پر زکوۃ فرض کی۔ اسی طرح آپ ﷺ نے زمین کی دو قسمیں زکوۃ کے زمرے میں داخل کیں۔ بارانی زمین پر زکوۃ کا 10؍1 حصہ مقرر دیا۔ اسی طرح مصنوعی طریقوں سے آبپاشی پر پیداوار کا آدھا عشر یعنی پیداوار کا آدھا حصہ مقرر فرمایا۔ معدنیات پر زکوۃ کی شرح 5؍1 رکھی گئی اور جانوروں پر بھی زکوۃ کی شرح مقرر کی گئی۔ باقی زکوۃ بالعموم فقرا اور مساکین پر خرچ کرنے کی بنا پر اس کی شرح ۱۰؍۱، ۲۰؍۱، ۴۰؍۱ مقرر کر دی گئی ہے نبی پاک ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں زکوۃ کے تمام پہلوؤں کو صراحت سے بیان فرما دیا۔ حضرت عائشہ k روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لیس فی المال زکوۃ حتی یحول علیه الحول))(10)

"مال میں تب تک زکوۃ واجب نہیں ہوتی جب تک کہ اس پر سال نہ گزر جائے۔"

حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا میں زکوۃ کے فرض ہونے کی معین مدت ایک سال مقرر کی گئی ہے۔ جمہور فقہا سونے، چاندی اور مویشی میں زکوۃ واجب ہونے کے لیے سال گزرنے کی شرط قرار دیتے ہیں کیونکہ یہ خلفائے اربعہ سے ثابت ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

((لاباس یلبس الحلی اذا اعطی زکاته))(11)

"زیور پہننے میں کوئی حرج نہیں جب اس کی زکوۃ ادا کی جائے۔"

اس حدیث مبارکہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ خواتین بناؤ سنگھار کے طور پر زیورات کا استعمال کر سکتی ہیں۔

((عن ام سلمة قالت كنت البس اوضا حامن ذهب فقلت يا رسول الله اكنزهو فقال مابلغ ان تودى زكوة فزكى فليس بكنز))[12]

"حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں سونے کے زیورات پہنتی تھی۔ میں نے عرض کیا یا سول اللہ ﷺ کیا یہ بھی کنز (خزانہ) ہے۔ آپ نے فرمایا جو چیز مقدار زکوۃ کو پہنچ جائے اور اس کی زکوۃ ادا کرنے سے وہ کنز نہیں رہتا۔"

اس حدیث مبارکہ میں نبی پاک ﷺ نے زکوۃ کی ادائیگی سے مال کی پاکیزگی کا ذکر فرمایا ہے اور ایسا مال جس کی زکوۃ ادا کی جائے انسان کے لیے وبال نہیں بنتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

((دخل على رسول الله فراى فى يدى فتخات من ورق فقال ما هذا يا عائشة فقلت صنعتهن اتزين لک يا رسول الله قال اتؤدين زكاتهن قلت لاو ما شاءالله قال هو حسبک من النار))[13]

"میرے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف آئے آپ ﷺ نے میرے ہاتھ میں چاندی کی انگوٹھیاں دیکھ کر فرمایا: اے عائشہ یہ کیا ہے؟ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! میں نے انہیں بطور سنگھار پہنا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم ان کی زکوۃ ادا کرتی ہو؟ میں نے کہا نہیں! یا جو اللہ نے چاہا آپ ﷺ نے فرمایا: تمہیں جہنم کے لیے انگوٹھیاں کافی ہیں۔"

اس حدیث مبارکہ میں نبی کریم ﷺ نے زکوۃ ادا نہ کرنے والوں کے لیے جہنم کی آگ کا ذکر کیا ہے اور منکرین زکوۃ کے لیے جہنم آخری ٹھکانہ ہے۔ ایک مرتبہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اس کے ساتھ اس کی بیٹی تھی اس نے سونے کے کنگن پہنے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے زکوۃ کی ادائیگی کے بارے میں پوچھا تو اس کا انکار سن کر آپ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن تمہیں آگ کے کنگن پہنائے جائیں گے۔[14] تو اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ زکوۃ ادا نہ کرنے والوں کے لیے عذاب وعید کا ذکر کیا گیا ہے۔ البتہ زیورات کی زکوۃ کے بارے میں فقہا کرام کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے۔ آئمہ ثلاثہ کے نزدیک ایسے زیورات پر زکوۃ نہیں ہے جن کا استعمال لباس اور زینت کے لیے ہو جب کہ امام ابو حنیفہ رحہ اور امام شافعی رحہ کے ایک راجع قول کے مطابق عورت کے زیورات پر زکوۃ ہے۔[15] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مالطت الصدقة مالا قط الااهلكة))[16]

"زکوۃ کا مال جب دوسرے مال میں مل جائے گا تو ضرور تباہی کا باعث بنے گا۔"

حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر کوئی آدمی صاحب نصاب ہونے کے باوجود زکوۃ ادا نہ کرے تو اس کا باقی مال بھی تباہ ہو جائے گا اس سے انسان کو آخرت کے ساتھ ساتھ دنیاوی خسارہ بھی ہوتا ہے۔ اگر صاحب حیثیت غلط طریقے پر زکوۃ وصول کرتا ہے تو یہ زکوۃ اس کی تباہی کا باعث بنے گی۔

((عن عائشة رضی الله عنها عهنا قالت وهی تذكر شان خيبر:كان النبی يبعث عبدالله بن رواحة الی يهود فيخرص النحل حين يطيب قبل ان يوكل منه، ثم يخير يهود ياخذونه بذلک الخرص ام يدفعونه اليهم بذلک الخرص لكی تحصی الزكاة قبل ان توكل الثمار و تفرق))(17)

"سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا خیبر کا واقعہ نقل فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ عبداللہ بن رواحہ کو یہود کی طرف بھیجتے تو وہ ان کی کھجوروں کا اندازہ لگایا کرتے تھے۔ جب وہ کھانے سے پہلے درست ہو جاتیں اور پھر وہ یہود کو اختیار دیتے کہ وہ اس اندازے کے مطابق رکھ لیں یا عبداللہ بن رواحہ کو لوٹا دیتے تاکہ وہ زکوۃ کا اندازہ کر سکیں۔ قبل اس کے پھل کھائے جائیں اور جدا جدا کیے جائیں۔"

حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا میں زرعی اجناس پر زکوۃ کا ذکر کیا گیا ہے۔ علما کا اتفاق ہے کہ معدنیات میں سے سونا اور چاندی، حیوانات میں سے تین صنف اونٹ، گائے اور بکری، غلوں کی دو قسم گیہوں اور دو قسم کے پھل کھجور اور منقی تیل کے بارے میں ایک شاذ اختلاف ہے۔ سونا، چاندی، اموال تجارت، دھات کے سکے، نوٹ، زیور وغیرہ سب پر اڑھائی فی صد کی شرح سے زکوۃ دینا ہو گی جو کہ حسب ذیل ہیں:

۱۔ سونے اور چاندی کا نصاب:

فقہاء عظائم کا اس پر اتفاق ہے کہ چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولے اور سونے کا نصاب ساڑھے سات تولے ہے۔

۲۔ معدنیات کا نصاب:

معدنیات میں نصاب اور اس میں واجب مقدار کے سلسلہ میں اختلاف ہے۔ امام مالکؒ، امام شافعیؒ نے معدنیات میں نصاب کا لحاظ کیا ہے اور معدنیات میں نصاب چالیسواں حصہ ہے اور امام شافعی نے سال گزرنے کی شرط رکھی ہے۔ جب کہ امام ابو حنیفہ نے کوئی نصاب مقرر نہیں کیا البتہ خمیس نکالنا واجب ہے۔ امام مالکؒ اور امام ابو حنیفہؒ نے سال گزرنے کی شرط نہیں رکھی۔

۳۔ اونٹ کا نصاب:

اگر کسی شخص کے پاس پانچ اونٹ ہوں تو وہ صاحب نصاب ہو گا۔ اس پر زکوۃ واجب ہے۔ مگر شرط ہے کہ وہ سال کا اکثر حصہ چرائی پر رہے۔ اونٹوں پر شرح زکوۃ حسب ذیل ہیں:

شرح زکوۃ	جانوروں کا نام اور تعداد
ایک بکری	5 سے 9 اونٹ
دو بکریاں	10 سے 14 〃
تین بکریاں	15 سے 19 〃
چار بکریاں	20 سے 24 〃
ایک سالہ اونٹ کی بچی	25 سے 35 〃

اسی طرح اونٹوں کی تعداد کے مطابق شرح زکوۃ بڑھتی جائے گی۔

۴۔ گائے اور بھینس کا نصاب:

جو شخص تیس گائے، بھینسوں کا مالک ہو اس پر زکوۃ فرض ہو جاتی ہے۔ ان جانوروں پر زکوۃ کی شرح درج ذیل ہے:

جانور کا نام اور تعداد	شرح زکوۃ
30 سے 39 گائے	ایک سالہ بچھڑی
40 سے 59 ،،	دو سالہ بچھڑی یا بچھڑا
40 سے 69 ،،	دو، دو سالہ بچھڑیاں
70 سے 79 ،،	ایک دو سالہ بچھڑی اور ایک سالہ بچھڑی
80 سے 89	دو، دو سالہ بچھڑیاں (18)

اسی طرح ان کی تعداد کے مطابق شرح زکوۃ میں اضافہ ہوتا جائے گا اور فقہاء عظام کا بھی اس پر اتفاق ہے۔

۵۔ بھیڑ، بکری کا نصاب:

بھیڑ، بکری کے نصاب کے بارے میں علما کا اجماع ہے کہ جو شخص چالیس بھیڑ، بکریوں کا مالک ہو صاحب نصاب ہو گا۔ چالیس سے ایک سو بیس کی تعداد تک ایک بکری کی زکوۃ ہے اور جب 120 سے تعداد متجاوز ہو جائے تو دو سو کی تعداد تک دو بکریاں ہیں اور تین سو کی تعداد پر تین بکریاں ہیں۔ اسی طرح تعداد کے اضافے سے شرح زکوۃ بڑھتی جائے گی۔ کتاب الصدقہ کی مرفوع اور ثابت احادیث کی رو سے جب بکریوں کی تعداد 301 ہو جائے تو اس میں چار بکریوں کا نصاب ہے۔ چار سو ایک بکریوں پر پانچ کا نصاب لاگو ہو گا۔

۶۔ پھلوں اور غلوں کا نصاب:

پھلوں اور غلوں کے نصاب میں زکوۃ کے متعلق علما کا اتفاق ہے کہ آسمانی بارش کی صورت میں حاصل شدہ غلے کا عشر دسواں حصہ اور سینچائی سے حاصل ہونے والے غلے کا عشر بیسواں حصہ ہو گا اور اس کے طریقہ کار کی بھی علما نے وضاحت کر دی ہے کہ ان کی ایک صنف اچھی خراب سب ایک جگہ جمع کی جائے اور ان سب میں سے ان کے تناسب سے زکوۃ نکالی جائے اور اگر پھل مختلف اصناف کے ہیں تو ان کے وسط سے زکوۃ نکالی جائے۔

۷۔ سازو سامان کا نصاب:

سازو سامان میں انہی سامانوں میں زکوۃ ہے جو خاص طور سے تجارت کے لیے تیار کیے گئے ہوں۔ اگر مال تجارت کی قیمت میں سونے کا نصاب بنتا ہو تو اس نصاب کے حساب سے زکوۃ ادا کرے۔ امام مالکؒ کے نزدیک اگر اس نے سامان بیچ دیا ہے تو قرض کے معاملہ کی طرح ایک سال کے لیے اس کی زکوۃ دے یہ حکم اس سامان تجارت کے لیے ہے جس کے خریدنے کے اوقات منضبط ہوں لیکن جن لوگوں کے خریدنے اور بیچنے کے اوقات منضبط نہیں ہیں ان کی تجارت کے آغاز سے ایک سال مکمل ہو جائیں تو جو سامان ان کے پاس ہے اس کی قیمت لگائیں پھر اس میں وہ عین مال بھی ملا دیں جو ان کے قبضہ میں ہے اور قرض کا مال جس کے واپسی کی امید ہے وہ بھی شامل کر دیں بشرط یہ کہ ان کے اوپر خود اتنا قرض نہ ہو۔ ان سب کو ملا کر اگر عین نصاب بنے تو زکوۃ ادا کرے۔ (19)

عصر حاضر میں زکوۃ سے متعلق جدید فقہی مسائل

اسلام کا معاشی نظام نہایت معتدل، متوازن اور منصفانہ ہے۔ اس لیے شریعت نے زکوۃ کا باقاعدہ ایک نصاب مقرر کیا ہے۔ اس لیے عصر حاضر میں جدید مسائل میں زکوۃ کے نصاب کو ہی مد نظر رکھتے ہوئے زکوۃ کا قانون لاگو ہوگا۔ زکوۃ سے متعلق جدید فقہی مسائل کی بحث حسب ذیل ہے:

- عصر حاضر میں کپڑوں میں خوبصورتی کو بڑھانے کے لیے سونے چاندی کا کام کروایا جاتا ہے۔ فقہی جزئیات سے معلوم ہوتا ہے کہ چاہے خواتین اس کا استعمال آرائش اور زیبائش کے لیے کرے اگر نصاب صرف اسی سونے چاندی سے پورا ہو جائے تب تو یہی کافی ہے ورنہ دوسری صورت میں سونے اور چاندی کی جو مقدار موجود ہے۔ اس کو شامل نصاب کر کے زکوۃ ادا کی جائے گی۔ مولانا تھانوی نے بھی یہی فتوی دیا ہے۔ (20)
- شریعت نے اصولی طور پر معدنیات میں سوائے سونے اور چاندی کے کسی اور چیز سے زکوۃ واجب قرار نہیں دی ہے۔ اس اصول کے مطابق ہیرے جواہرات میں زکوۃ واجب نہیں ہے اگر ان کو تجارتی مقصد کے لیے خریدا گیا ہو تو اکثر علما اور ارباب افتاء کی رائے یہی ہے تاہم احتیاط پر عمل کرتے ہوئے اور اختلاف سے بچتے ہوئے ان اموال کی بھی زکوۃ ادا کر دی جائے تو مزید باعث اجر ہے۔
- آج کل مصنوعی اعضاء کو لگوانے کے لیے سونے چاندی کا استعمال کیا جاتا ہے۔ جس میں دانت، کھوکھلے دانتوں کا سونے چاندی سے بھرنا، سونے کے تاروں سے دانتوں کو باندھنا وغیرہ۔ ان میں سے بعض کو آسانی سے نکالا جا سکتا ہے اور بعض کو نہیں۔ فقہا کے نزدیک جب وہ دوسرے انسان کے جسم کا ایک ایسا عضو بن جائے جس کو الگ کیا جانا ممکن نہ ہو تو اب وہ انسان کی بنیادی ضروریات (حاجات اصلیہ) میں شامل

ہو گیا تو ایسی چیزوں پر زکوۃ واجب نہیں ہو گی۔

- جس شخص کے پاس سونے کی قیمت کے سکے یا نوٹ موجود ہوں تو اس پر زکوۃ واجب ہے۔ مثلاً عصر حاضر میں ایک لاکھ پر ڈھائی ہزار زکوۃ ہے۔
- ایک شخص نے کسی سے مقدار نصاب کے برابر رقم بطور قرض لی اور اس پر سال گزر گیا تو امام شافعی رحہ کہتے ہیں کہ قرض خواہ اس مال کی زکوۃ ادا کریں خواہ اس کو رقم وصول ہو یا نہ ہو۔ جب کہ امام ابو حنیفہ رحہ کے نزدیک زکوۃ اس وقت تک لازم نہیں ہوتی جب تک کہ رقم کو دسترس میں آنے کے بعد سال نہ گزر جائے۔[21]
- پراویڈنٹ فنڈ ماہ بماہ مدت ملازمت میں لازمی طور پر کٹتا رہتا ہے اور اختتام ملازمت پر حکومت اس میں ایک مقررہ اضافہ کر کے دے دیتی ہے۔ صرف فنڈ کی رقم در حقیقت خدمت کا معاوضہ اور اجرت ہے اور یہ اصطلاح میں قرض ضعیف ہے اور ملازم اس رقم کو وصول کر لے تو ایک سال گزرنے کے بعد وہ زکوۃ دینے کا اہل ہو گا۔ دوسری صورت میں زکوۃ ادا کرنے کا پابند نہ ہو گا۔
- شیئرز تجارت کی ایک شکل ہے۔ اس میں زکوۃ واجب ہے۔
- آج کل لوگ اپنی رقم بینک میں جمع کروا دیتے ہیں تو بینک میں جمع شدہ رقم پر زکوۃ واجب ہو گی۔ زکوۃ واجب ہونے کے لیے ملکیت اور قبضہ کا ہونا ضروری ہوتا ہے اور ملکیت تو رقم جمع کروانے والے کی ہوتی ہے۔ لہذا بینک قبضہ میں اصل مالک کا نائب ہے۔ اس طرح بالواسطہ جمع کنندہ کا قبضہ بھی ثابت و محقق ہے اس لیے فقہا نے از راہ امانت رکھے گئے مال میں زکوۃ واجب قرار دی ہے کیونکہ امین کا قبضہ اصل مالک کا قبضہ ہے۔ لہذا ہر ایسی جمع شدہ رقم پر زکوۃ واجب ہو گی جس کو مالک نے اپنے اختیار و مرضی سے جمع کیا ہو۔[22]
- اگر کسی شخص کے حلال و جائز مال کے ساتھ حرام مال کی بھی آمیزش ہو گئی ہو جیسے رشوت، بینک انٹرسٹ یا انشورنس وغیرہ۔ اگر حلال مال میں سے حرام مال کی علیحدگی ممکن ہو تو وہ اصل رقم میں اضافی رقم کو بلا نیت صدقہ فقرا پر یا رفاہی کاموں میں خرچ کر دے اور اگر مال حرام نہ علیحدہ ہو تو اس کا حساب ممکن ہو تو پورے مال کی زکوۃ دے دیں۔ امام ابو حنیفہ رحہ کے جب یہ مال راس المال کے ساتھ مل کر اس کی ملکیت میں آجاتا ہے تو وہ اصل مال کا حصہ بن جاتا ہے اور چوں کہ احکام شرعیہ کی تعین میں اس قول کے مطابق زیادہ آسانی اور زکوۃ کے مسئلہ میں فقرا کے لیے نفع ہے اس لیے فقہا نے اس کی تائید کی ہے۔ حصکفی رحہ کے نزدیک اگر بادشاہ کے مال میں چھینا ہوا مال شامل ہو جائے تو وہ اس کی ملکیت میں شمار ہو گا۔ اس پر زکوۃ اور وراثت کے اصول لاگو ہوں گے۔ اس لیے کہ اپنے مال سے اس طرح ملا دینا کہ علیحدگی ممکن نہ ہو تو یہ استھلاک ہے۔ امام ابو حنیفہ رحہ کا یہ قول زیادہ مناسب ہے کیونکہ بہت کم ایسے مال ہیں جس میں غصب کی آمیزش نہ ہو۔[23]

- آج کل شہروں میں کرایہ داروں سے پیشگی کرایہ اور ڈپازٹ لینے کا عام رواج ہے۔ پیشگی کرایہ چونکہ مالک کی ملکیت میں آجاتا ہے اس لیے مالک مکان ہی کو اس کی زکوۃ ادا کرنا ہوگی۔ ابن ہمام لکھتے ہیں:

(واما زکوة الاجرة المعجله عن سنین فی الاجاره الطویلة التی یفعلها بعض الناس عقوداویشترطون الخیار ثلاثة ایام فی راس کل شهر فجب علی الاجر لانه ملکها بالقبض)[24]

''طویل اجارہ جس کا معاملہ بعض لوگ کرتے ہیں اور ہر ماہ کے شروع میں تین دنوں کے لیے خیار شرط لیتے ہیں۔ میں چند سال کی اجرت پیشگی ادا کردی جائے تو اس کی زکوۃ مالک پر واجب ہوگی اس لیے کہ قبضہ کرکے وہ اس کا مالک ہوگیا ہے۔''

البتہ ڈپازٹ اور ضمانت کے طور پر دی گئی رقم اگر نصاب زکوۃ سے سے تجاوز کر جائے تو زکوۃ کے زمرے میں شمار ہوگی۔

- صاحب نصاب ہونے کے بعد زکوۃ کی ادائیگی اس وقت ہوگی جب آدمی پر اتنا قرض نہ ہو کہ اس کے ادا کرنے میں نصاب زکوۃ باقی نہ رہ سکے۔ اس قرض سے حقوق اللہ مستثنیٰ ہیں۔ یعنی بندوں پر اللہ تعالی کے جو قرض ہیں مثلا کفارہ، صدقہ، فطر، سفر حج وغیرہ۔ ان کے اخراجات کے بعد اگر مال اتنا نہ رہتا ہو کہ زکوۃ واجب ہو سکے تو بھی زکوۃ واجب ہوگی اور حقوق اللہ زکوۃ واجب ہونے میں رکاوٹ نہیں بنیں گے۔[25] البتہ بندوں کے جو حقوق ہوں ان کی ادائیگی کے بعد اگر نصاب باقی نہ رہتا ہو تو زکوۃ ادا کرنے کا پابند نہ ہوگا۔ اس کا تقاضا ہے کہ بیوی کے مہر کی رقم وضع کرنے کے بعد اگر نصاب باقی نہ رہ پاتا ہو تو زکوۃ واجب نہ ہو مگر عملا لوگ مہر سے غافل ہو چکے ہیں اور بیویاں عموما اسے معاف کر دیتی ہیں اور اس قرض کی بنا پر زکوۃ سے چھٹکارہ ممکن نہیں اور زکوۃ واجب ہوگی۔ فتاوی عالمگیری میں ہے:

(قال مشا ئخنا فی رجل علیه مهر مؤجل الامراته وهولایرید اداته لایجعل مانعا من الزکوة)[26]

''اگر مرد کے ذمہ مہر موجل ہے اور وہ ادائیگی کا ارادہ نہ رکھتا ہو تو یہ قرض وجوب زکوۃ کے لیے رکاوٹ نہیں ہوگا۔''

- زکوۃ اور ٹیکس کو ایک دوسرے کا نعم البدل قرار دینا صحیح نہیں کیونکہ زکوۃ اور ٹیکس کی نوعیت میں فرق ہے زکوۃ اور صاحب نصاب مسلمان پر فرض ہے۔ جب کہ ٹیکس کی ادائیگی تمام لوگ کرتے ہیں۔ اس لیے ٹیکس کی ادائیگی کرنے والے زکوۃ سے بری الذمہ نہیں ہو سکتے۔ اس لیے دونوں کی ادائیگی ضروری ہے۔

- سرکاری اور نیم سرکاری اداروں کی طرف سے آج کل ترقیاتی اور صنعتی قرضے فراہم کیے جاتے ہیں۔ طویل مدت میں ان کی ادائیگی مطلوب ہوتی ہے۔ ان قرضوں کی مقدار تو بہت زیادہ ہوتی ہے لیکن ہر سال ادا طلب قسط بہت معمولی ہوتی ہے۔ فقہا احناف کے نزدیک ہر سال قرض کی جو قسط ادا کی جاتی ہے صرف وہی مقدار زکوۃ سے مستثنیٰ ہوگی بقیہ پورے مال میں زکوۃ ادا کی جائے گی۔ اس سلسلہ میں فقہا کے

یہاں ایک نظیر بھی موجود ہے کہ دیر سے ادا کیا جانے والا مہر (مہر موجل) مہیا کیے بغیر پورے مال میں زکوۃ واجب ہوگی چنانچہ علامہ کاسانی نقل کرتے ہیں:

(وقال بعض مشائخنا ان الموجل لایمنع الانه غیرمطالب عادة) (27)

"ہمارے بعض مشائخ لکھتے ہیں کہ آدھا مہر زکوۃ کی ادائیگی کے لیے مانع نہیں کیوں کہ عام طور پر اس کا مطالبہ نہیں کیا جاتا ہے۔"

امام ابو حنیفہ سے بھی اس طرح کے اقوال منقول ہیں کہ دین موجل یعنی دیر سے قابل ادائیگی قرضے زکوۃ واجب ہونے میں مانع نہیں ہیں اور علامہ شامی کے نزدیک یہ قول زیادہ صحیح ہے؟(28)

- جو رقم ضرورت اصلیہ کے لیے محفوظ رکھی گئی ہو اگر یہ ضرورت اسی سال ضرورت پڑنے پر یہ رقم استعمال ہو جائے تو زکوۃ ادا کرنا لازم نہیں ہے اور یہ ضرورت کبھی آئندہ در پیش ہو تو زکوۃ ادا کرنا ہوگی۔
- گروی رکھی گئی چیز پر زکوۃ واجب الادا نہ ہوگی۔
- سال کے شروع میں نصاب موجود تھا درمیان میں کچھ مدت نہیں رہا لیکن بعد ازاں نصاب پورا ہونے پر مال پر زکوۃ ادا کرنا ہوگی۔

اسلام نے ان پہلوؤں پر بھی روشنی ڈالی ہے جن پر زکوۃ کی ادائیگی کا حکم لاگو نہیں ہوتا۔

((عن عائشة قالت: کانت تلی بنات اخیها یتامی حجر هالهن الحلی فلا تخرج منه الزکاة))(29)

"سیدہ عائشہ فرماتی ہیں کہ میری بھتیجیاں یتیم تھیں جو میری پرورش میں تھیں۔ان کے پاس زیور تھا مگر اس سے زکوۃ نہیں نکالی جاتی تھی۔"

اس حدیث مبارکہ میں یتیم لڑکیوں کے مال سے زکوۃ نہیں دی جاتی تھی اور ان کی کفالت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ذمے تھی۔ یتیم کے مال پر زکوۃ کے بارے میں فقہا کرام کی آرا میں اختلاف موجود ہے۔ آئمہ ثلاثہ کے مطابق یتیم کے مال پر زکوۃ ہے۔ جب کہ امام ابو حنیفہ رحمہ کے یتیم کی زمین پر عشر اور خراج ہے اور مال پر زکوۃ نہیں ہے۔ جیسا کہ حدیث عائشہ میں ثابت ہے۔(30)

- کسی شخص کو مستحق سمجھ کر زکوۃ دی بعد ازاں معلوم ہوا کہ یہ تو صاحب نصاب یا ہاشمی سید ہے یا زکوۃ لینے والا ایسا رشتہ دار ہے جس کو زکوۃ دینا جائز نہیں تو زکوۃ ادا نہ ہوگی۔
- غیر مسلم کو زکوۃ دینے سے زکوۃ کی رقم زائل ہو جائے گی اور بعد ازاں زکوۃ ادا کرنا ہوگی۔
- کسی کو بقدر نصاب عطیہ ملا ہو اور اس پر سال گزر جانے کے زکوۃ واجب ہوگی۔
- مال گم ہونے کی صورت میں بعد ازاں مال واپس ملا تو اس دورانیے میں زکوۃ واجب نہ ہوگی۔ جس دوران کھویا رہا ہو۔

- زکوۃ واجب ہونے کے بعد اگر مال ضائع ہو تو زکوۃ ادا کرنا لازم نہ ہو گا۔
- کاروبار میں شراکت کی بنا پر اگر ہر شریک کا الگ الگ حصہ نصاب سے کم ہو تو کسی شریک پر زکوۃ لاگو نہیں ہو گی۔ اگرچہ رقم کا مجموعی حصہ نصاب تک پہنچ چکا ہو۔
- زکوۃ کی رقم مسجد اور مدرسہ یا ہسپتال پر خرچ کرنا ضروری نہیں ہے تاہم کوئی مستحق شخص زکوۃ کا مالک بن جانے کے بعد اپنی طرف سے بطور عطیہ ان کاموں کی تعمیر میں خرچ کر سکتا ہے۔
- رہائشی گھروں پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔
- آبپاشی اور کھیتی باڑی کے جانوروں پر زکوۃ نہیں ہے۔
- دکان اور مکان جن سے خود کرایہ وصول کیا جاتا ہے ان پر زکوۃ نہیں ہے۔ البتہ کرائے کی رقم مقررہ نصاب تک پہنچ جائے تو زکوۃ ادا کرنا لازم ہو جائے گا۔
- بیش قیمت نادر چیزیں اگر گھریلو مصرف میں ہے تو زکوۃ سے مبرہے لیکن اگر ان چیزوں کی تجارت کی جائے تو زکوۃ عائد ہو جائے گی۔
- ذاتی سواری کے لیے استعمال ہونے والی موٹر سائیکل، کار وغیرہ پر زکوۃ نہیں۔
- کارخانے کی مشینوں، آلات، عمارت، فرنیچر، سٹیشنری کے سامان پر زکوۃ نہیں ہے۔

مرویات ازواج مطہرات کی روشنی میں زکوۃ مال میں اضافہ اور گناہوں سے پاک ہونے کا بہترین ذریعہ ہے۔ زکوۃ کے ذریعے مال کی بڑھوتری ممکن ہوتی ہے اور مال پاک و صاف ہوتا ہے۔ زکوۃ سونا، چاندی، جانور، پیداوار اور مال و دولت کی خاص حد سے شروع ہوتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے زکوۃ کے مد مقابل صدقہ، خیرات، ہدیہ، فطرانہ اور صلہ رحمی کی فضیلت کو بیان کر کے مسلمانوں کو ترغیب دی ہے کہ زکوۃ کے ساتھ ساتھ صدقہ و خیرات اور ہدیہ کے ذریعے بھی ضرورت مند لوگوں کی مدد کی جا سکتی ہے۔ اگر کوئی شخص بوجہ غربت راہ خدا میں اپنا مال نہیں پیش کر سکتا تو وہ تسبیح و تہلیل کے ذریعے بھی خدا کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اگر خلوص نیت کے ساتھ ایک عدد کھجور کو بھی راہ خدا میں دیا جائے تو اللہ تعالی اجر عظیم سے نوازتا ہے۔[31] اور اگر وہ راستے میں آنے والا پتھر اس نیت سے ہٹادے کہ اس سے دوسروں کو تکلیف نہ پہنچے تو یہ بھی کار خیر میں شمار ہو گا۔

خلاصہ بحث:

اگرچہ اسلام میں زکوۃ ایک طے شدہ مقدار میں اور ایک طے شدہ وقت میں ادا کرنے کی عبادت ہے۔ لیکن اس کے ذریعے اسلام اللہ کے بندوں کو اپنی شخصیت میں مزید بہتری پیدا کرنے کی طرف ابھارتا ہے۔ نفس اور مال کی تطہیر کرتا ہے۔ اللہ تعالی نے زکوۃ کی بدولت ایک سنہری معاشی نظام دیا ہے۔ جس میں افراد معاشرہ کو خوش حالی اور بہتر روزگار کے مواقع میسر آتے ہیں۔ دولت چند ہاتھوں میں سمیٹنے کی بجائے ہر فرد کے پاس جاتی ہے۔ انسانی معاشرہ خواہ کتنا ہی ترقی کر جائے مسائل قدیم ہو یا جدید قرآن اور سنت کی تعلیمات میں ہی مسلم امہ کی بقا اور رہنمائی کا واحد حل ہے۔ زکوۃ سے معاشرے کو معاشی استحصال سے بچایا جا سکتا ہے۔ اسلامی نظام پر عمل کرنے سے استحصالی قوتوں کا خاتمہ ہوتا ہے اور فلاحی قومی ریاست تشکیل پاتی ہے اور معاشرہ ترقی کی منازل طے کرتا ہے۔

References

1. Jazri, Allama Muhammad Majid-uddin Muhammad Ibn-e-Aser, Nihaya, Al-Matba Dar-Sadar, Beirut, Lebanon, 1399, Edition 1, page 307
2. Ayani, Allama Badar-ul-deen, umda-ul-qari, Al-matba Al-tabiatul-munerya, 1348, edition 8, page 223
3. Al-Towba 09:103
4. Al-Lail 92: 17-18
5. Maryam 19:55
6. Bukhari, Muhammad Bin Ismail Sahih Al-Bukhari, The Book of Zakat, chapter The sign of Prophethood in Islam, 3610
7. Al-Towba 09:60
8. Bukhari, Muhammad Bin Ismail Sahih Al-Bukhari, The Book of Zakat, chapter the giving of Zakat to ones husband and to orphan under protection,1467
9. Ibid, chapter what is said regarding what is given to the prophet(PBUH) and his offspring in charity,1496
10. Dar-Qatni, Imam Ali bin Umer, Al-sanan Dar-Qatni, Kitab Al-zakt Bab wajub-ul-zakat bilhaol, raqam IBID:1889
11. Baihiqi, Abi-Bakar Ahmed bin Al-Hussnain, Al-sanan Al-kubra, kitab-ul-zakat, bab Maqala-fe-alhali zakat, raqam IBID :7545
12. Abu Dawud, Salman bin Ashat, Al Sunan, Kitab-Al
13. Ibid, 1563
14. Ibid
15. Sherani, Sheikh Abu-Ishaq, Al-mehzab Ma-al-majmoa, Matba dar ul fiker, Beirut, edition 2, page 32
16. Imam Hamedi, Masand Hameedi, shaya krda majlis-e-ilmi, edition 1, page 115
17. Baihiqi, Al-sanan Al-kubra, Kitab Al-zakt, Bab khars-al-tamar walid-lymal Ali inalaha hakma, ibid 74
18. Qartabi, Allama Ibn Rashid, badiyah-tul-mujtahad wa nahayeta-ul-maqtasad, Martaba Arshad

Salman Wahab printers , edition 1, page 358

19. Ibid, page 365-366
20. Thanvi, Molana Ashraf Ali, Imdad Al-fatawa, Matba zikriya book depo, india, Al-hind, edition 2, page 11
21. Sir khasi, Shamsuddin , Al-mabsot, Matba Darul-Marfat, Beirut, 1400, edition 2, page:195
22. Ibn-e-Najim, Azen bin Ibrahim Mhammad, Al-Bher Al-Raiq, Matba Dar-ul-Marfat, Beirut, Lebenon, edition 2, page: 44-45
23. Haskafi, Muhammad Aluddin bin-Ali, Aldar-ul-Mukhtar Ali Hamish-ul-Rad, Matba Usmania, Istanbul, 1327, edition 2, page 25
24. Ibn-e-Hamam, Allama, Kamal-uddin Muhammad bin Abdulwahid, Fatah-ul-Qadeer, Matba Nooreya-Rizwiya, Sakher, edition 2, page 25
25. Bukhari, Abdul-Rasheed Tahir, Khulasa Al-Fatawa, edition 2, page 24
26. Molana Sayed Ameer Ali, Fatwa Alamgir, Matba Matba-e-Kubra, Egypt, 1310, edition 1, page 179
27. Kasani, Aluddin, Badiah-al-zayah, Matba H M Saeed, Karachi, edition 2, page 6
28. Shami-ibn-Abideen, Radul-Mukhtar, Matba Usmania, Istanbol, 1327, page 2
29. Baihiqi, Al-sanan Al-kubra, kitab-ul-zakat, Bab Mankala-la-zakata Filhaili, Ibid 7375
30. Qartabi, Badiyah-ul-Mujtahid, eidition 1, page 175
31. Bukhari, The Book of Zakat, Chapter Protect yourself from Hell-Fire even with a half date, or with a little object of charity, 1418